بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْہُنَّ کَانَ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَہَا: اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَاِذَا عَاہَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو جائیں۔ تو وہ پورا منافق ہے۔ اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو سمجھ لو۔ کہ اس میں ایک منافق کی ایک خصلت پیدا ہوگئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ جب بات کرے۔ تو جھوٹ بولے۔ جب عہد کرے۔ تو توڑ ڈالے۔ اور جب جھگڑا کرے تو بے قابو ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ قَالُوْا: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، یُقَالُ: ہٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر عہد شکن کا قیامت کے روز ایک جھنڈا ہوگا۔ اور کہا جائے گا۔ کہ یہ فلاں شخص کی غداری کا جھنڈا ہے (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ عِنْدَ اِسْتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُرْفَعُ لَہٗ بِقَدْرِ غَدْرِہٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِیْرِ عَامَّۃٍ". رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے ہر غدار کا جھنڈا اس کے سرینوں پر ہوگا۔ اور وہ جھنڈا اس کی غداری کے بقدر بلند کیا جائے گا آگاہ اور خبردار ہو جاؤ۔ کہ حاکم اعظم سے بڑھ کر اور غادر نہ ہوگا (امام مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: "ثَلٰثَۃٌ اَنَا خَصْمُہُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُعْطِہٖ اَجْرَہٗ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے روز میں تین آدمیوں کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔ ایک تو اس شخص سے، جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر توڑ ڈالا اور دوسرے اس شخص سے جس نے آزاد کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھا گیا۔ اور تیسرے اس شخص سے جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا۔ اور اس سے پورا پورا کام لیا۔ پھر مزدوری نہ دی (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْہِمْ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ" قَالَ: فَقَرَاَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِرَارٍ۔ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ہُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ: "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَہٗ" یَعْنِی الْمُسْبِلَ اِزَارَہٗ وَثَوْبَہٗ اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ لِلْخُیَلَاءِ"

ترجمہ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں۔ کہ قیامت کے روز نہ تو حق تعالیٰ ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا۔ اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمہ تین مرتبہ دہرایا حضرت ابوذر نے عرض کیا۔ خائب و خاسر ہوگئے۔ کون ہیں وہ لوگ یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا ایک تو (تکبر کی وجہ سے، کپڑے کو لٹکانے والا، دوسرا احسان جتانے والا۔ اور تیسرا وہ جو جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان فروخت کر دے (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ مذکور ہیں۔ وہ جو اپنے آزار لٹکانے والا ہے۔ یعنی اپنے آزار اور کپڑے کو نیچا بوجہ تکبر کے لٹکانے والا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ کُلِّ اثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لِکُلِّ امْرِئٍ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا، اِلَّا امْرَءًا کَانَتْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ فَیَقُوْلُ اتْرُکُوْا ہٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہر پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ تو ہر اس شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ جو اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت اور دشمنی ہو تو کہا جاتا ہے۔ کہ ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۵ رشعبان المعظم ۱۳۸۹ھ
۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۲۳

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

پاکستان کی حج پالیسی

پاکستان کی اسلامی خارجہ پالیسی کو دنیائے اسلام میں مقبول بنانے کی چند عملی تجاویز

حکومتِ پاکستان کی طرف سے چند روز تک حج پالیسی کا اعلان متوقع ہے۔ جس میں حاجیوں کی تعداد اور اس سلسلہ کے طریقِ کار کی وضاحت کی جائے گی۔

قیامِ پاکستان کے بعد ہمارے ملک کے سابق اربابِ اقتدار نے حج پالیسی مرتب کرتے وقت کبھی دقتِ نظر اور دور اندیشی سے کام نہیں لیا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کی وضع کردہ حج پالیسی پر ہمیشہ تنقید ہوتی رہی ہے۔ اور ملک کے عوام اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہے ہیں۔

پاکستان کی حج پالیسی کو اس سال کئی وجوہ سے زبردست اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ جس کے پیشِ نظر یہ ضروری ہے کہ موجودہ برسرِ اقتدار حضرات حج پالیسی مرتب کرتے وقت سابقہ اربابِ حکومت کی غلط کاریوں اور عاقبت نا اندیشیوں کو ضرور ملحوظ رکھیں اور ایسے اقدامات سے گریز کریں جو پاکستان کی شہرت و عظمت اور ان کے ذاتی وقار کے خلاف ہوں۔

حج بیت اللہ کو صرف دینی اور اسلامی لحاظ سے ہی عظمت و فوقیت حاصل نہیں ہے قومی اور ملکی اعتبار سے بھی زبردست اہمیت حاصل ہے۔ اس موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو یکجا ہونے اور عالمِ اسلام کو ایک دوسرے کے ساتھ متعارف ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

یہ "بین الاسلامی" اجتماع درحقیقت دنیائے اسلام کی خارجہ پالیسی کا مظہر و آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس میں جہاں کے مسلمان زیادہ تعداد میں جمع ہوں گے۔ اسی کی شہرت و عظمت کو چار چاند لگیں گے۔ اور وہاں یہ تأثر قائم ہوگا کہ اس ملک کے حکمران حج پالیسی وضع کرتے وقت کس قدر دُور اندیشی سے کام لے رہے ہیں اور وہاں کے باشندے اسلامی فرائض کی انجام دہی میں کس قدر مستعدی اور دلچسپی سے کام لے رہے ہیں۔

اس کے برعکس اگر کسی اسلامی ملک سے حاجیوں کی تعداد تھوڑی ہو گی تو اس "بین الاسلامی اجتماع" میں یہ تأثر عام ہوگا کہ وہاں کے اربابِ حکومت اور عوام —— اقتصادی اور معاشی لحاظ سے حد درجہ کمزور واقع ہوئے ہیں اور ان میں فریضۂ حج ادا کرنے کی سکت موجود نہیں ہے۔

ثانیاً یہ کہ وہاں کے عوام تو خوشحال اور فریضۂ حج ادا کرنے کی سکت تو رکھتے ہیں لیکن حکومت کی جانب سے ایسی ایسی پابندیاں عائد کی جا چکی ہیں کہ وہ "صاحبِ حیثیت" اور مالدار ہونے کے باوجود فریضۂ حج ادا کرنے سے محروم کر دئے گئے ہیں۔ اس طرح صرف دینی اعتبار سے ہی وہ ملک بدنام نہیں ہوتا بلکہ دنیاوی لحاظ سے بھی وہ دنیائے اسلام میں متعارف ہونے سے رہ جاتا ہے۔

ان حقائق کی موجودگی میں ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی حج پالیسی مرتب کرتے وقت نہایت غور و فکر اور کمال دور اندیشی سے کام لیا جائے، تاکہ بین الاسلامی اجتماع "حج" کے موقع پر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت پاکستان کی شہرت و عظمت کو چار چاند لگ جائیں۔

اس سلسلہ میں جن باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ موجودہ برسرِ اقتدار حضرات نے جس طرح سابقہ اربابِ اقتدار کے غلط فیصلوں کی تنسیخ کرتے ہوئے نظریۂ پاکستان اور اسلام کے تحفظ کا واضح اعلان کیا ہے اور اس سلسلہ میں بعض عملی اقدامات بھی کئے ہیں، ایسے ہی پاکستان کے تمام دینی اور مذہبی امور طے کرنے کے لئے مرکز میں "وزارت امور مذہبیہ" قائم کی جائے۔ جو حج، اوقاف اور اسلامی تعلیمات کی نگرانی کے فرائض انجام دے۔ لیکن اگر فوری طور پر یہ تجویز بوجوہ قابلِ عمل نہ ہو تو امسال ملک کی حج پالیسی وضع کرتے وقت کم از کم جید علماءِ کرام اور اسلامی فکر و نظر رکھنے والے اربابِ حکومت

پر مشتمل "حج بورڈ" ہی قائم کر لیا جائے۔ جس کی مشاورت سے حج پالیسی کو نئی بنیادوں پر استوار کیا جا سکے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں حاجی فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کر سکیں۔

حج پالیسی مرتب کرتے وقت سابق اربابِ اقتدار نے ہمیشہ عوامی جذبات اور ملکی ضروریات کو نظر انداز کیا ہے اور وہ اس سلسلہ میں بھارت جیسے غیر مسلم ملک کی حج پالیسی کا مقابلہ بھی نہیں کر سکے ہیں۔

بھارتی حکومت ایک طرف تو اندرونِ ملک اہلِ اسلام کے خون سے ہولی کھیلتی رہی اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کر کے نیست و نابود کرنے کی پالیسی پر گامزن رہی اور دوسری طرف حج پالیسی ایسی وضع کرتی رہی جس کے باعث بین الاسلامی اجتماع حج بیت اللہ کے موقع پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں حاجی شرکت کر سکیں۔ چنانچہ یہ اسی پالیسی کا نتیجہ ہے کہ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل نے پوری دنیائے اسلام اور خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کے جذبات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے رباط کی "مسلم سربراہ کانفرنس" میں بھارت کو دعوتِ شمولیت دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔

پاکستان نے اس ناجائز اقدام کے خلاف احتجاج کر کے اگرچہ بھارت کو شکست دے دی ہے لیکن "حج پالیسی" کے محاذ پر بھی اسے ناکام کرنے اور شکست دینے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ کی چند عملی تجاویز درج ذیل ہیں۔

۱۔ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے اسلام قرعہ اندازی کو کوئی درجہ نہیں دیتا ہے۔ یہ طریقِ کار اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے ہر "صاحبِ حیثیت" مسلمان کو فریضۂ حج ادا کرنے کی اجازت دی جائے اور زرِ مبادلہ کی کمی سامانِ تعیش، کاروں کی روزافزوں درآمد اور دیگر فضول مدات پر پابندی عائد کر کے پوری کی جائے۔

۲۔ اگر قرعہ اندازی کا طریقِ کار رائج کرنا از بس ضروری ہو تو حاجیوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ کیا جائے۔

۳۔ بونس ووچر پر حج کو عام کیا جائے اور اس طریق سے حج کرنے والوں کو قرعہ اندازی کی تعداد میں شمار نہ کیا جائے۔

۴۔ جو حضرات گذشتہ کئی برس سے قرعہ اندازی کی صورت میں حج کی درخواستیں دے کر مسلسل ناکام ہوتے رہے ہیں اور ان کے پاس سابقہ درخواستوں کا ریکارڈ بھی محفوظ ہے، انہیں قرعہ اندازی سے مستثنیٰ کر کے ان کی تعداد علیحدہ مقرر کی جائے۔

۵۔ پاکستان کی اسلامی خارجہ پالیسی کو دنیائے اسلام میں مقبول بنانے اور دنیا کے اہلِ اسلام پر پاکستان کے مؤقف کی وضاحت کے لئے حج کے موقع پر ذی بصیرت اور جید علماء کا ایک وفد سعودی عرب بھیجا جائے۔ جو عربی زبان میں شائع شدہ ایسا مؤثر لٹریچر اپنے ساتھ لے جائے جو پاکستان کی داخلہ اور خارجہ پالیسیوں کا آئینہ دار ہو۔

۶۔ ہمارے ملک میں عازمینِ حج کی درخواستیں پُر کر کے متعلقہ دفتر تک پہنچانے کے لئے مختلف ناموں کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو حج کی درخواست دینے کے ایام میں "معلوماتِ حج" کے بورڈ آویزاں اور چند اشتہارات شائع کر کے اپنا کاروبار شروع کر دیتے ہیں اور عازمین حج کی درخواستیں پُر کر کے سفرِ حج کی تمام رقوم وصول کر لیتے ہیں اور پھر مختلف بنکوں میں رقم جمع کرانے کے بہانے اپنے ذاتی مصارف میں استعمال کرتے رہتے ہیں اور سادہ لوح دیہاتی عازمینِ حج کو یہ چکمہ دے کر خاموش کرا دیتے ہیں کہ تمہاری درخواست ابھی منظوری کے مراحل طے کر رہی ہے۔ اور پھر بنکوں کی پُر اسرار سرگرمیاں اس پر مستزاد ہیں۔ ایسے اور بہت سے ناگفتنی واقعات ہیں جن کا سدِّباب ضروری ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ جس طرح جعلی اور بوگس اداروں اور طبیبوں کی رجسٹریشن کا ایکٹ نافذ کیا گیا ہے۔ اسی طرح عازمینِ حج کی درخواستیں وصول کرنے کے لئے اداروں کی رجسٹریشن ضروری قرار دی جائے اور ہر شخص کو "معلوماتِ حج" وغیرہ ناموں سے عازمینِ حج کی درخواستیں وصول کرنے کی اجازت نہ دی جائے تاکہ یہ مقدس اسلامی فریضہ جعلسازوں کی دست بُرد سے محفوظ رہ سکے اور عازمینِ حج کی رقوم غلط مصرف پر نہ لگ سکے۔

پتلون نہ پہننے کی سزا

اخباری خبر کے مطابق لائل پور کے ایک کالج کے پرنسپل نے کوئٹہ ریجن کے طالب علم کو اپنے کالج میں صرف اس بناء پر داخلہ دینے سے انکار کر دیا ہے کہ وہ کالج کی یونیفارم پتلون پہننے کو تیار نہیں۔ پرنسپل کے اس اقدام کے خلاف لائلپور کے علماء کرام نے مشترکہ احتجاجی بیان بھی شائع کیا ہے۔

پاکستان میں قومی لباس کا مسئلہ ایک عرصہ سے موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔ گذشتہ چند برس کی بات ہے کہ لاہور کے ایک جدید طرز کے ہوٹل میں چادر پہن کر داخل ہونے والے شخص کو دروازے پر یہ کہہ کر روک دیا گیا تھا کہ پتلون زیبِ تن کئے بغیر اس ہوٹل میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آج یہ خبر آئی ہے کہ پتلون کے بغیر کالج میں داخلہ ناممکن ہے۔

پتلون عہدِ فرنگ کی مکروہ یادگار ہے ہمیں حیرت ہے کہ اسلامی مملکت پاکستان کے تعلیمی اداروں کی یونیفارم میں اسے لازم کیوں قرار دیا گیا ہے۔

پاکستان بننے کے بعد ہمارے اربابِ اقتدار قائداعظم کی طرح اپنا قومی لباس اپنا لیتے اور اسے تمام تعلیمی اور حکومتی اداروں میں لازم قرار دے دیتے تو آج ایک غریب الوطن طالب علم کو یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔ اور وہ کوئٹہ ڈویژن سے آ کر پنجاب کے ایک تعلیمی ادارے میں صرف پتلون نہ پہننے کی پاداش میں پریشان حال نہ ہوتا۔

اربابِ حکومت کو چاہئے کہ وہ تمام تعلیمی اداروں میں یکساں قومی لباس تجویز کریں۔ اس صورت میں اگر کوئی طالب علم اس کے استعمال سے پس وپیش

(باقی ص۶ پر)

خطبۂ جمعہ
۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۹ ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ ء

اسلام نے انسانوں کو زندگی اور گفتگو کے آداب سکھلائے ہیں

شیرینیٔ گفتار انسان کا شیوۂ امتیاز ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۵۳)

ترجمہ: اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہی بات کہیں جو بہتر ہو، بے شک شیطان آپس میں لڑا دیتا ہے، بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

ارشاد ہے کہ میرے بندوں کو ہدایت کر دیجئے کہ تبلیغ اور گفتگو کے وقت نہایت عمدہ طرزِ بیان اختیار کریں اور سوچ سمجھ کر ہمیشہ ایسی بات کہیں جو حالات کے لحاظ سے سب سے اچھی ہو اور جس سے باہم جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ شیطان ہر گھڑی درپئے آزار رہتا ہے اور لوگوں میں پھوٹ ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے ہر آن یہی فکر سوار رہتی ہے کہ وہ انسانوں کو آپس میں لڑواتا رہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ تُو تُو مَیں مَیں میں پھنسے رہیں اور کام کی باتوں پر دھیان دینے کا وقت ہی نہ ملے۔ چنانچہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔ اور وہ کبھی اسے چین سے نہ بیٹھنے دے گا۔

گفتگو کا سلیقہ

عزیزانِ گرامی! اللہ رب العزّت انسان کی فطرت سے خوب واقف ہے اُسے علم ہے کہ اشتعال انگیز باتوں اور طعن و تشنیع سے کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے حکم دے دیا کہ انسان کے ذمّہ فقط نرمی کے ساتھ اچھی بات کا سمجھا دینا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وقار و متانت کے ساتھ بات کی جائے ــــ اس میں لغویت اور فریب کار کا شائبہ تک نہ ہو۔ لوگوں سے بات کرو تو شیرینی اور نرمی سے کرو۔ بڑوں سے بات کرو تو ادب و احترام کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے ــــ منہ سے بات نکالو تو سوچ سمجھ کر اور انصاف کو ہر حال میں ملحوظ خاطر رکھو خواہ اس میں تمہارے کسی عزیز ہی کو نقصان پہنچنے کا احتمال کیوں نہ ہو۔

آپ اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جڑ پکڑ چکی ہیں۔ زر۔ زمین اور زن کے فتنوں نے دنیا کو مبتلائے عذاب کر رکھا ہے اور فی الواقعہ تمام فتنے تقریباً زر، زن اور زمین ہی کی بدولت پیدا ہوتے ہیں مگر قرآن عزیز نے زبان کے تحفظ کی طرف بھی اپنے ماننے والوں کو توجّہ دلائی ہے اور تمام اہل ایمان کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی زبانوں کی حفاظت کریں کیونکہ معاشرے کی کئی برائیاں زبان کے غلط استعمال سے بھی پیدا ہوتی ہیں اور اسی لئے یہ بھی کہاوت ہے کہ تلوار کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا گھاؤ نہیں بھرتا ــــ مزید برآں تجربہ بھی شاہد ہے کہ زبان کے غلط استعمال سے جو کدورتیں پیدا ہوتی ہیں ان کا استحصال مشکل ہوتا ہے، مذاق اُڑانا یا ٹھٹھا کرنا، گالیاں دینا، غیبت کرنا، ناشائستہ اور تہذیب سے گری ہوئی گفتگو کرنا، دوسروں میں عیب نکالنا اور طعنہ زنی کرنا یہ سب بُرائیاں زبان کی پیداوار ہیں اور ان کی وجہ سے کئی مفاسد اور فتنے معاشرے میں جنم لے لیتے ہیں جس سے سوسائٹی کا امن تہ و بالا ہو جاتا ہے اور ہر طرف طوائف الملوکی پھیل جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن عزیز نے نہایت حکیمانہ انداز میں وقار و محبت اور نرمی و محبت سے گفتگو کرنے کی تلقین کی اور زبان کی لغزشوں سے سختی کے ساتھ روکا ہے۔

قرآنی تعلیمات

برادرانِ عزیز! موجودہ حالات کا جائزہ لیجیے اور اسلام کی تعلیم کو سامنے رکھ کر اندازہ فرمائیے، کہ غیبت، گالی گلوچ، بدگوئی، طعنہ زنی تو خیر بڑی باتیں ہیں۔ قرآن عزیز نے تو بے تمیزی اور سختی سے گفتگو تک کی مخالفت کر دی ہے اور دنیائے انسانیت کو شائستگی اور تہذیبِ کلام کے آئین سکھائے ہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہم تہذیب کی بلندیوں سے بدتمیزیوں کے قعرِ مذلّت میں آ گرے ہیں۔ اگر لوگ قرآنی ہدایات کے پابند رہے تو معاشرے کی تمام برائیوں کا سدِّباب ہو جاتا بلکہ سِرے سے کوئی برائی ہی معاشرے میں پیدا نہ ہوتی اور دنیا دیکھتی کہ رشتۂ اخوّت کس طرح مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر یہ کوئی فرضی بات نہیں۔ دنیا نے ایک دَور دیکھا ہے کہ جب مسلمانوں کی تہذیب و شرافت کی دھوم مچی ہوئی تھی اور اقوام عالم ان کی دریوزہ گری پر فخر کرتی تھیں۔

محترم حضرات! یاد رکھیئے! اخلاق کا اندازہ کرنے کے لئے زبان پہلی منزل ہے اور یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ زبان کا اثر دل پر بھی پڑتا ہے۔ زبان شیریں ہو گی تو دل بھی مطہر

مراسلات

اور پاکیزہ ہوگا اور دل کی صفائی ہی اعمال کی اصلاح کا سبب اور ذریعہ بنے گی۔ یہی وجہ ہے کہ گالیاں دینے والوں کے دل سخت اور سیاہ ہو جاتے ہیں ——— پس انسان کو ہر حال میں زبان کی حفاظت کرنی چاہئے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو زبان کی حفاظت کی توفیق دے۔ آمین۔

محترم حضرات! **اسلامی تعلیمات** کا مطالعہ فرمائیے اور اندازہ کیجئے کہ اسلام نے کتنی پاکیزہ تعلیمات و ہدایات، اخوت و اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے دی ہیں۔ ہمارا دعوےٰ ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو معاشرے میں انسانیت کی قدریں بلند ہو سکتی ہیں معاشرتی برائیوں اور فتنہ و فساد کا سوسائٹی سے قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اور یہ دنیا جنت نظیر بن سکتی ہے۔ چنانچہ ہمارا ماضی گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں نے قرآنی احکام کے مطابق عمل کیا، اپنی زندگیاں کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھالے رکھیں اور اپنے اخلاق و کردار اور زبان کی حفاظت کی اس وقت تک دنیا ان کی طرف کھنچتی چلی آتی رہی اور وہ زمانہ میں معزز و محترم اور سربلند و سرفراز رہے اور جوں جوں ہم کتاب و سنت سے دور ہوتے گئے ہم پر ذلت و نامرادی مسلط ہوتی چلی گئی۔

پس لازم ہے کہ ہم کتاب و سنت کی راہ کو اپنائیں اور اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ: نوٹ

کرے تو بے شک اسے داخلہ نہ دیا جائے۔

مغربی پاکستان کے گورنر ایئر مارشل نور خاں نئی تعلیمی پالیسی کے مجوزہ اور مرتب ہیں اور بچوں کی اسلامی تعلیم و تربیت میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں ہم ان کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ نفس واقع کی تحقیقات کرائیں اور تمام اداروں میں یکساں قومی لباس تجویز کرکے اس کے لازمی استعمال کے ۴

۴ احکام صادر فرمائیں اور صرف پتلون نہ پہننے کی پاداش میں جس طالب علم کو کالج میں داخلہ سے محروم کرنے کے احکام صادر کئے گئے ہیں انہیں واپس لے کر طالب علم کو داخلہ کی اجازت دی جائے کیونکہ جس عنوان پر اس طالب علم کو داخلہ سے محروم ہونا پڑ رہا ہے۔ قومی اور وحدتِ مغربی پاکستان کی سالمیت کے اعتبار سے نہایت سنگین ہے۔ ورنہ قلات اور کوئٹہ ڈویژن کے طلباء ہیں جن کا علاقائی لباس شلوار قمیص ہے وحدت مغربی پاکستان کے خلاف جذباتِ نفرت اور تیز ہو جائیں گے۔ اور وہ یہ رائے قائم کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اُن کے علاقائی لباس اور ان کی تہذیب و تمدن کا تحفظ ون یونٹ کو توڑنے ہی کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

شارعِ عام سزا دی جائے

مکرمی سلام مسنون!

بعض نام نہاد خدمت خلق کے سماجی ادارے ایک مدت سے بچوں کے اغواء فروخت کے کاروبار کو جس منظم طریقے سے اپنائے ہوئے ہیں اور جس تیزی سے اغوا کی وارداتیں ہو رہی ہیں اور آئے دن اخبارات کے ذریعے بعض بیگار کیمپوں کی نشاندہی بھی ہوتی رہتی ہے۔ اس کے باوجود محکمہ پولیس اس انسانیت سوز کاروبار کو ختم کرنے سے جس بری طرح ناکام رہا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے ملک میں یہ کاروبار کتنا منظم اور کس قدر وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے۔ اور اس مذموم کاروبار میں شریک جرائم پیشہ افراد کتنے مضبوط ہیں اور انہیں کس قدر بااثر لوگوں کی پشت پناہی اور تحفظ حاصل ہے۔

ہر سال ہزاروں بچوں کا اغوا نہ صرف ایک سنگین اور ملکی سطح پر فوری غور و فکر اور بھرپور توجہ کا مستحق عوامی مسئلہ ہے بلکہ اس میں ہماری موجودہ اخلاقی، سماجی اور معاشرتی زندگی کا ایک افسوسناک پہلو نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے، بلکہ سیاسی لیڈروں، سماجی اور معاشرتی بہبود کے نام پر لاکھوں روپے کی گرانٹ لینے والے اداروں کے اراکین کے لئے بھی ایک کھلا چیلنج ہے۔

اغوا کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کی مؤثر روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ پولیس کا ایک مستقل شعبہ قائم کیا جائے جس میں نیک دل، حساس اور اچھی شہرت رکھنے والے افراد کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ جو مختلف شہروں میں ہوٹلوں، کوٹھیوں، بسوں کے اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں اور دیگر دور افتادہ علاقوں میں زیر تعمیر بڑے بڑے تعمیری منصوبوں کے مقامات پر جا کر مکمل پڑتال کریں۔ نیز غیر ممالک میں فروخت ہونے والے بچوں کو برآمد کرنے کے لئے ٹھوس و مؤثر اور فوری اقدامات کئے جائیں۔ اور ضرورت پڑنے پر پولیس کو مسلح افواج کی پوری امداد حاصل ہو۔ اس سلسلہ میں ایس۔ پی شیخوپورہ جناب فضل محمود صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ پوری توجہ اور خلوص سے اغوا شدہ بچوں کو ہر ممکن طریقے سے برآمد کرا کے لائق صد تحسین قدم اٹھا رہے ہیں۔

حکومت سے مطالبہ ہے کہ اغوا کے سلسلہ میں ماخوذ ملزموں سے بچے برآمد کرنے کے بعد پبلک مقامات پر عبرتناک سزا دی جائے۔

(قاری محمد شریف قصوری جنرل سیکرٹری اتحاد القراء پاکستان لاہور)

علماء کے اختلافات

مکرمی ایڈیٹر صاحب! سلام مسنون!

اس وقت جب کہ تمام اسلام دشمن اور لادینی قوتیں اسلام پر آخری ضرب لگانے کی کوشش کر رہی ہیں کھلم کھلا شعائر اسلام کا استہزاء کیا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں اشد ضروری ہے کہ تمام علماء کرام اپنی پوری قوت تحفظ اسلام کے لئے صرف کر دیں۔ مگر یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوتا

(باقی صہ ۱۱ پر)

مجلسِ ذکر — ۲۶ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۶۹ء

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم — مرتبہ: محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

۱- لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۚ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۙ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ؏

ترجمہ: اس لئے کہ قریش کو مانوس کر دیا ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے باعث اُن کو اس گھر کے مالک کی عبادت کرنی چاہیئے۔ جس نے ان کو بھوک میں کھلایا اور ان کو خوف سے امن دیا۔

۲- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ؕ
(الاحزاب ۲۱)

ترجمہ: البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

ذاکر اور غافل بندے

بزرگانِ محترم، معزز حاضرین و محترم خواتین! اس حلقۂ ذکر کے اختتام پر سب سے پہلے تو اس خالق ارض و سماء کا ہم سب پر شکر بجا لانا واجب اور لازم ہے کہ جس نے ہمیں دولتِ ایمان و اسلام سے سرفراز کیا، مسلمانوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے بدعقیدہ مسلمان پیدا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اُس نے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا پر عمل کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ عمل کی توفیق دی اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھا ؂

این سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موت تک اللہ تعالیٰ ہدایت اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دامن تھامنے اور سچے دل سے اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہمارا کوئی کمال نہیں کہ ہم نماز روزہ یا ذکر اذکار کرتے ہیں۔ یہ اس کی مہربانی اور فضل و احسان ہے کہ اس نیک کام میں مصروف کیا ورنہ ہزاروں وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بکثرت رزق اور بڑے بڑے عہدے بھی نصیب فرمائے لیکن اپنی یاد سے محروم کر دیا۔ حج، زکوٰۃ، صدقہ خیرات کی توفیق نہ دی۔ یہ اُن کی انتہائی بدقسمتی ہے اور ایک دن اس کی سزا سے دوچار ہوں گے۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا۔ ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ (البقرۃ ۱۲۶) دنیا میں تو ڈھیل دیں گے، پھر جہنم میں گھسیٹ بلائیں گے، اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ (البروج ۱۲) تیرے خدا کی پکڑ بڑی ہی سخت ہے۔ ع

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اس سے ڈرنا چاہیئے۔ خوف خدا ہمیشہ دل میں رہنا چاہیئے۔ یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔

ہمارا مسلک اور مشرب

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اپنے اور اپنے حبیبؐ پر ایمان لانے کی توفیق سے نوازا اور خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا کی درمیانی راہ پر چلنے کی توفیق دی۔ علماءِ حق جن کے دائیں ہاتھ میں قرآن، بائیں ہاتھ میں حدیث خیرالانام اور دل میں ایمان کامل تھا، اُن کا دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یعنی حنفی فقہ میں الحمد للہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر ایمان رکھتے اور اس پر عمل پیرا ہیں۔ روحانیات سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ کو اپنا امام اور پیشوا جانتے ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تک چلا جاتا ہے۔ بیچ میں خلفاءِ راشدین، تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، آئمہ مجددین سب آ جاتے ہیں اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام تک جاتا ہے۔

تعزیراتِ اسلامی کہیں بھی نافذ نہیں

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ہم نے تمہیں ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ خطاب براہِ راست حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اس سورت میں قریش سے ہے کہ دیکھو تمہیں اللہ تعالیٰ نے سخت گرمی میں محفوظ رکھا۔ سردی میں تم یمن کا سفر کرتے تھے تجارت کے لئے، کیونکہ مکے میں بے آب و گیاہ زمین ہے وہاں کاشت اور زراعت نہیں ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو تجارت کی توفیق عطا فرما دی۔ اب بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ مسلمان کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کو نظر انداز کر کے اپنی ذاتی ضروریات و اغراض کے لئے گمراہوں اور فساق و فجار کے ساتھ رابطہ قائم کر چکے ہیں۔ آپ غور کیجئے چالیس کے لگ بھگ مسلمان ممالک ہیں، ایک آدھ کو چھوڑ کر کوئی نہیں جہاں اللہ کا دین غالب ہو اور تعزیراتِ اسلامیہ قوانینِ قرآن نافذ ہوں

نیک نیتی پر مبنی اختلاف رحمت ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ نیک نیتی کے اختلاف میں فساد کی نوبت نہیں آئے گی۔ اس اختلاف کے متعلق آپؐ کا ارشاد ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ۔ میری امت کا اختلاف جو خلوص اور صداقت پر مبنی ہوگا، اس کے اندر فتنہ و فساد، دھینگا مشتی، قتل و غارت کی بجائے رحمت کا باعث ہے۔ ہم حنفی ہیں۔ اس ملک میں شافعی، مالکی اور حنبلی بہت کم سہی لیکن حجاز

سارا عنبلیوں سے بھرا پڑا ہے، مصر و شام اور افریقہ میں مالکی اور انڈونیشیا، جاوا، سماٹرا، ملایا میں شافعی ہیں۔ جو دین بڑا وسیع ہوتا ہے اُس دین کے اندر اس طرح کا تونّع بہت ضروری ہے۔ کیوں؟ کہ اللہ نے کسی ملک کو گرم کسی کو ٹھنڈا بنایا، کہیں لوگوں کی عمریں طویل، کہیں مختصر، کہیں پہاڑ کہیں میدان ہیں، کوئی دریائی علاقوں میں بستے ہیں، کہیں کوئی غذا ہے، کہیں کوئی پھل، کسی جگہ گرمی ہے کسی جگہ سردی ہے۔ ان حالات میں اختلاف خود بخود ہو جاتا ہے ؎

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد
نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد

انسانوں کی شباہتیں نہیں ملتیں کروڑوں، اربوں، کھربوں انسان خدا پیدا کرتا ہے ہر سال، کبھی آپ نے دیکھا ہے ایک سے ایک کی شکل ملتی ہو ؎

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن
اے ذوقؔ اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

صراطِ مستقیم ایک ہے

اس جہان میں اللہ نے تقسیمِ کار کے مطابق کسی کو بڑھئی، ترکھان، کارپنٹر (CAR PENTER)، کسی کو راج، کسی کو لوہار بنایا، کسی کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے درزی بنایا کسی کو قصائی بنا دیا ہے۔ یہ ہے؛ ع

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن

اسی طرح مذاہب، علوم و نظریات میں اختلاف ہوا۔ لیکن دینِ اصلی، دینِ حقیقی جس کو ذاتِ واحد نے پیدا کیا ہے، سارے نبی ایک ہی اللہ کے راستے کی ہدایت دیتے اور اس کی وحدانیت کے گُن گاتے آئے ہیں لیکن دین اَلدِّیْنُ الْقَیِّمُ ہی رہا۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ (البقرہ ع۱۱) ہر نبی سابقہ نبیوں کی تعلیمات کی تصدیق کرتا اور آنے والے نبی کی نصرت اور مدد کا وعدہ لیتا، صراطِ مستقیم ایک اور ٹیڑھے خط ہزاروں ہوا کرتے ہیں، ایک ہی چشمہ صافی ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہمیں ملا۔ جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حضرت موسیٰؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت ابراہیمؑ کے بعد حضرت آدمؑ تک چلا جاتا ہے۔

موجودہ اختلاف و انتشار پر اظہارِ افسوس

ہمیں اللہ نے نبیوں کا وارث، نبیوں کے علم کا حامل اور اسلام کا پیروکار بنایا، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ گو بنایا۔ اختلاف جو فساد پر منتج ہو وہ اقتدار کا ہوتا ہے وہ اغراض اور ذاتی مصالح کا ہوتا ہے اور اگر اختلاف ایسا ہو تو وہ خدا کا ملعون ترین اختلاف ہے۔

سو اپنے دوستوں دشمنوں کو پہچان لیجئے۔ قرآن میں اللہ نے واضح کی ہیں ساری باتیں۔ قرآن نشاندہی کرتا ہے۔ فلاں کافر، فلاں منافق فلاں مومن ہے۔ قرآن پڑھیں گے تو اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ نورِ بصیرت سے آپ دوست دشمن کو پہچان جائیں گے۔ پھر دھوکہ کبھی نہیں کھائیں گے۔

لا الٰہ الا اللہ آج تک نافذ نہ ہو سکا

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے تم کو سردی گرمی میں رزق دیا تو تمہیں چاہئے فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ ۙ کہ خانہ کعبہ کے رب کی عبادت کرو جس نے ہمیں عزت، وقار، علم، دولت، ملک، سلطنت دی، دشمنوں سے محفوظ رکھا۔ یہ ملک اللہ کے نام پر لیا، اللہ کے دین کے نام پر لیا "لے کے رہیں گے پاکستان، دینا پڑے گا پاکستان، پاکستان کا معنیٰ کیا؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اللہ نے دے دیا لیکن بائیس سال گذر چکے اور پاکستان میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ غالب نہ آ سکا تعزیراتِ اسلامی نافذ نہ ہو سکا، بدقسمتی یہ ہے کہ فوجداری اور دیوانی قانون اللہ کا نہیں بلکہ غیر اللہ کا چل رہا ہے۔ لیکن بائیس سالوں میں دین نافذ نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں انتشار سر پھٹول اور اختلاف ہے۔ اس حد تک دین سے بھٹک گئے ہیں۔ اب وہ سمجھتے ہیں کہ سوشلزم، کمیونزم، امپیریلزم میں ہماری نجات کا سامان ہو سکتا ہے، اسلام کی بنا پر نہیں ہو سکتا۔ جمہوریت کے راگ الاپنے شروع کر دئیے قوم نے، کوئی سوشلزم کے راگ الاپتا ہے لیکن میرے اور آپ کے لئے تو مرنے کے لئے دین ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ ع۳) اسی کے لئے ہم جیتے ہیں اسی کے لئے مرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زندگی دے تو اسلام کے لئے، موت دے تو ایمان کامل اور اسلام کے لئے ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

لیکن ہمارے وہ گم کردہ راہ بھائی جو کسی بھی مذہب پر ایمان اور یقین نہیں رکھتے اللہ تعالےٰ انہیں بھی ایمان اور اسلام کی توفیق دیں، ہمارا فرض ہے کہ انہیں سمجھائیں۔ بے نمازوں کو نماز کی تبلیغ کریں، جو زکوٰۃ نہیں دیتے انہیں زکوٰۃ پر آمادہ کریں، جو اسلام سے بھٹک کر کسی اور چیز کو اپنے لئے نجات کا سامان بنا چکے ہیں انہیں ہدایت پر لانے کے لئے اپنی سی کوشش ضرور کریں۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ ط لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۙ (النجم ع۳۹) ہمارا آپ کا کام کوشش کرنا ہے تکمیل تک پہنچانا خدا کا کام ہے۔

اسلام بہت وسیع مذہب ہے اور اگر وسیع نہ ہوتا تو پھر قیامت تک کے انسانوں کے لئے اللہ تعالےٰ اسے ضابطۂ حیات تجویز ہی نہ کرتے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، سہروردی، قادری، نقشبندی، چشتی سب کے لئے اس کے اندر گنجائش ہے لیکن بنیادی عقائد پر اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان، یہ بنیادی عقائد ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں۔ آپ کی رسالت کے بعد کسی اور کی رسالت ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح قیامت پر جس کا یقین نہیں، وہ مسلمان نہیں، خدا کے دین کو کامل اکمل نہ سمجھے اور خدا کے دین کی ساری ضروریات کو تسلیم نہ کرے۔ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ص وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط (البقرہ ع۲۵)

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

پردہ اور قرآن

مولانا امین احسن اصلاحی

پردہ اس وقت کا اہم مسئلہ ہے جس کا ہر مسلم گھرانے سے تعلق ہے زیر نظر مضمون ہماری رائے میں اسلامی احکام اور قرآنی نقطۂ نظر کی بہترین ترجمانی کرتا ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ سے متعلق پاکستان کے خاص حالات کی تحریک سے لکھا گیا ہے مگر بنیادی طور پر اس معاملہ میں ہندوستان و پاکستان اور اسی طرح دوسرے ممالک کے درمیان کوئی خاص فرق نہیں پایا جاتا۔

مسئلہ کی نوعیت

پردہ کا مسئلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے تو اس قدر اہم ہے کہ اس کو تمام معاشرتی مسائل کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے خانگی زندگی کی ساری مسرتیں اور خوش حالیاں اس پر مبنی قرار دی جا سکتی ہیں۔ صرف افراد کا بننا اور بگڑنا ہی نہیں بلکہ حکومت کے ضعف و استحکام کا بھی بہت بڑی حد تک اس پر انحصار ہے اس کے بارے میں اگر ہم نے کوئی غلط روش اختیار کر لی تو اس سے صرف ہماری معاشرتی زندگی ہی متاثر نہیں ہوگی بلکہ اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر ہمارے تمام اخلاقی اقدار بھی متاثر ہوں گے لیکن جو حضرات آج اخبارات میں اس پر خامہ فرسائی فرما رہے ہیں (یا فرما رہی ہیں) ان میں سے کسی کو بھی اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ کسی کالج یا اسکول کے مباحثہ میں جس مبلغ علم اور جس درجے کے احساس ذمہ داری کے ساتھ لڑکے شریک ہو جایا کرتے ہیں۔ اس بھی کم تر درجے کے علم اور احساس ذمہ داری کے ساتھ یہ لوگ اس مباحثہ میں کود پڑتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے علم یا ان سے استدلال کی تو ان حضرات سے توقع ہی کیسے ہو سکتی ہے خالص عقلی معاشرتی اور اجتماعی پہلوؤں سے جو کچھ اس مسئلہ پر کہا جا سکتا ہے اس کا بھی کوئی اثر ان کی تحریروں میں نہیں پایا جاتا ہے، مردوں کی طرف سے عورتوں کو پردے کے خلاف اکسانے کے لیے جذباتی اپیلیں ہیں، اصل دین پر "ملّا" کے نام سے چوٹیں ہیں، پردے کے حامیوں پر رجعت پسندی اور ترقی دشمنی کے طعنے ہیں اس طرح عورتوں کی طرف سے پردے کی زندگی پر حقارت آمیز پھبتیاں ہیں۔ گھر کی بندشوں اور پابندیوں پر گالیاں اور کوسنے ہیں ملّا کے دین پر صلواتیں اور لعنتیں ہیں اس طرح کی بے شمار چیزیں آپ کو ان تحریروں میں بکثرت مل جائیں گی۔ ان موتیوں سے جہاں سے جی چاہے دامن بھر لیجئے لیکن اگر آپ یہ دیکھنا چاہیں کہ کسی بات پر سنجیدگی سے کوئی دلیل لائی گئی ہو تو آپ کوشش اور تلاش کے باوجود بھی، اس طرح کوئی چیز نہ پا سکیں گے۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جو لوگ اس بے پروائی کے ساتھ ہماری ساری معاشرتی زندگی کی بنیادیں اکھیڑ رہے ہیں وہ اس خبط میں مبتلا ہیں کہ ان کا یہ کارنامہ پاکستان کی تمدنی و معاشرتی تعمیر کے سلسلے کی ایک مبارک کڑی ہے

ذہنی بدحالی

اس بحث میں حصہ لینے والے جتنے بھی ذکور و اناث ہیں خدا کے فضل سے سب مسلمان ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو اس بات کا دعویٰ ہے کہ پردے بارے میں جو کچھ خدا اور رسولؐ نے کہا ہے۔ اس سے انکو انکار نہیں ہے۔ انکار جس چیز سے ہے وہ "دین ملّا" ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ہر شخص قرآن کی اتنی بات کو تو لے لیتا ہے جتنی اس کی خواہش کے مطابق ہے اور جو بات اس کی خواہش کے خلاف نظر آتی ہے اس سے اس طرح کترا جاتا ہے گویا وہ بھی دین ملّا کے تحت داخل ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ پیچھے تو چلنا چاہتے ہیں۔ اپنی خواہشوں کے لیکن ظاہر یہ کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کے پیچھے چل رہے ہیں یہ ہماری قوم کی ذہنی بدحالی اور اخلاقی گراوٹ کی نہایت کھلی ہوئی دلیل ہے اس کے اکثر افراد کا یہ حال ہے کہ بیک وقت کئی کئی مسلکوں کے ساتھ محبت اور ایک ہی ساتھ کئی کئی دینوں پر تھوڑا تھوڑا عمل کرنا چاہتے ہیں اس انتشار ذہن اور اس منافقانہ سیرت کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ ان بھاری ذمہ داریوں کو کس طرح سنبھال سکیں گے جو ان پر آن پڑی ہیں۔ ان مضامین سے اہل علم کے تو کسی غلط فہمی میں پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ ممکن ہے ان کے بُرے اثرات ہمارے ان بھائیوں اور بہنوں تک متعدی ہوں جو اخلاص اور یکسوئی کے ساتھ اسلام پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے بسا اوقات دھوکے میں پڑ جایا کرتے ہیں ہم ان کی رہنمائی کے لیے چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں پردے سے متعلق جو احکام دیئے گئے ہیں، ان کو بیان کر دیں اس سے ہمارے ان بھائیوں کو فائدہ پہنچے گا جنہوں نے اس اخباری مباحثہ کے دوران میں اسلام کا نقطۂ نظر پیش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن تاویل و تفسیر کی بعض پرانی مشکلوں کی وجہ سے وہ صحیح نقطۂ نظر پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

قرآن میں پردے کے احکام کی نوعیت

قران مجید میں پردے سے متعلق تین طرح کے احکام ہیں۔ (۱) ایک وہ احکام ہیں جو خاص کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو مخاطب کر کے یا ان سے متعلق، عام مسلمانوں کو مخاطب کر دیئے گئے ہیں لیکن مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ احکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لیے خاص نہیں ہیں بلکہ اس کا حکم امت کی تمام ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے عام ہے۔ خطاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو خاص طور پر پیش نظر رکھنے کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ شروع شروع میں معاشرتی اصلاح کا یہ مشکل قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں ہی سے اٹھایا گیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام اُمت کی خواتین کے لیے نمونہ ہونے کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور آپ کے اہلبیت پر ان ہدایات و احکام کی ذمہ داری زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ عائد ہوتی تھی یہ احکام سورۂ احزاب کی آیات (۳۲، ۳۳، ۵۲، ۵۵) میں ہیں

(۲) دوسرے وہ احکام ہیں جن میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ دوسری عام خواتین بھی شامل ہیں اور جن میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ کسی مسلمان عورت کو کسی ضرورت سے جب گھر سے باہر قدم نکالنے کی کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس حالت میں اس کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے

(باقی صنا پر)

صحیح انسان بننے کیلئے اخلاق کی رفعت اور کردار کی بلندی ضروری ہے

(مولانا شمس الرحمٰن صاحب)

اصلاح نفس کے بغیر آدمی میں آدمیت اور انسانیت کا پیدا ہونا ناممکن ہے اور صرف شکل و صورت سے آدمی آدمیت کا حامل نہیں ہو سکتا۔ اخلاق کی رفعت اور کردار کی بلندی سے انسان باقی حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے ؎

گر بصورت آدمے انسان بودے
احمد و ابوجہل ہم یکساں بودے
آنکہ مے بینی خلاف آدم است
نیشند آدم غلاف آدم است

آدمی اگر صرف پیٹ ہی کو اپنا مقصد بناتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانور اور اپنے درمیان کوئی فرق محسوس نہیں کرتا۔ اگر پکڑ دھکڑ ظلم و ستم چیر پھاڑ کو اپنا شیوہ بناتا ہے تو وہ درندوں کے زمرے میں شامل ہو کر انسانوں کے لبادہ میں درندگی اختیار کرتا ہے اگر مکر و فریب خدع و دغا جیسی بری عادتوں کو اپناتا ہے تو وہ شیطان کا بھائی بن کر دامنِ انسانیت کو داغدار کرتا ہے۔

اور یہی حضرت انسان اگر محبت، اخوت ہمدردی، ایثار، سخاوت، خوش خلقی اور پاکیزہ سیرت کو اپنائے تو وہ فرشتوں سے مشابہت پاکر معرفت الٰہی کے بحرِ ذخار سے موتی حاصل کرتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا

ترجمہ:۔ کامیاب ہُوا وہ جس نے اپنا نفس پاکیزہ بنایا اور نامراد ہُوا وہ جس نے اس کو بگاڑا ؎

یعلم اللہ دو قدم راہے است دیگر بیش نیست
یک قدم بر نفس خود نہ دیگرے بر کوئے دوست

ترجمہ: خدا جانتا ہے کہ محبوب تک پہنچنے کیلئے صرف دو قدم راستہ ہے۔ پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ تو تیرا دوسرا قدم کوچۂ یار میں ہوگا

نفس کی اصلاح ہی تھی جب کہ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ سے ایک شخص نے کہا کہ آپ ولدالزنا (حرامزادے) ہیں فرمایا کہ میری والدہ کے نکاح کے گواہ اب تک زندہ ہیں آؤ ان سے اس بارے میں پوچھتے ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص قدموں میں گرا اور معافی مانگ کر کہنے لگا کہ حضرت آپ کے اخلاق کا امتحان لینا مقصود تھا۔ ؎

ہوتے سیرت سے ہیں مردانِ دلاور ممتاز
ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

حضرت عمر فاروقؓ ایک دن مشکیزہ لے کر لوگوں کے گھروں میں پانی بھر رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا کہ شاہ روم کے دو ایلچی آئے تھے انہوں نے میری تعریف کی اور وہ تعریفی کلمات میں نے سن لیے جس کی وجہ سے نفس کچھ خوش ہوا یہ نفس کی اس بیماری کا علاج کر رہا ہوں۔ ورنہ یہ مارِ آستین اس طرح دودھ پی کر موٹا ہوگا اور پھر ہمارے اخلاقی اور روحانی جسم کو ڈس کر ہلاکت میں ڈالے گا۔

حضرت علیؓ نے ایک دن نئی قمیص پہن لی جس سے نفس قدرے خوش ہُوا اسی وقت قینچی منگوائی اور اس کی آستینیں کاٹ لیں تاکہ نفس کی اصلاح ہو اور وہ کسی غلط راستے پہ نہ لگے۔

آجکل ایسا کرنے والا مجنوں اور دیوانہ سمجھا جاتا ہے۔ اُس سے تمسخر کیا جاتا ہے۔ اس پہ آوازے کسے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک بزرگ سے کسی نے صحابہ کرام کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا۔ اگر صحابہ کرام اس زمانہ میں آجائیں تو لوگ انہیں پاگل اور دیوانہ سمجھیں اور وہ لوگوں کو مرتد اور دین سے خارج سمجھیں

ہمارے معاشرے کی اکثر خرابیاں نفس سے لاپرواہی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں نفس کی اگر صحیح تربیت نہ کی جائے تو اس سے حرص، طمع، لالچ، کینہ، بغض و عداوت، غضب و غصہ، شہوت اور منافقت پیدا ہوگی اور اس طرح نفس جب آدمی پر غالب آجاتا ہے تو پھر وہ صرف اسیرِ کمندِ ہوا بن جاتا ہے۔

یاد رکھئے نفسانی خواہشات کے طویل و عریض محل میں داخل ہونا تو آسان ہے کیونکہ اس کا مین گیٹ (بڑا دروازہ) ہر وقت کھلا ہی رہتا ہے مگر اس محل سے نکلنا نہایت مشکل ہے۔ بڑی محنت اور عظیم جدوجہد کے بعد کہیں دیوار پھاندنے کا موقع ہاتھ آتا ہے۔ ؎

دُخُولُكَ مِنْ بَابِ الْهَوٰى إِنْ أَرَدْتَهٗ
يَسِيْرٌ وَلٰكِنَّ الْخُرُوْجَ عَسِيْرٌ

ترجمہ:۔ خواہشاتِ نفسانی کے دروازے میں داخل ہونا تو آسان ہے مگر اس سے نکلنا نہایت ہی گراں اور مشکل ہے حضرت بایزید بسطامیؒ نے خواب میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ مجھے تیرا قرب کس طرح اور کن راہوں سے نصیب ہوگا ارشاد ہوا۔ "دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ إِلَيَّ"، نفس کو بالائے طاق رکھ پھر میری طرف آ اس طرح تجھے میرا قرب نصیب ہوگا۔

بقیہ:- پردہ اور قرآن

یہ احکام سورۂ احزاب کی آیات (۵۹، ۶۰) میں ہیں۔ (۳) تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیئے گئے ہیں اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر میں داخل ہو تو اس کو کن آداب و قواعد کی پابندی کرنی چاہیئے اور گھر کی عورتوں پہ ایسی حالت میں پابندیاں عائد ہوتی ہیں یہ احکام سورۂ نور میں بیان ہوئے ہیں۔

درسِ قرآن

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب واہ کینٹ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۸)

بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے جو گیارہ بھائی تھے وہ سارے کے سارے نبی تھے لیکن جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ دس بھائی جو سوتیلے تھے وہ تو یقیناً نبی نہ تھے کیونکہ نبی نبوّت سے پہلے بھی کسی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کرتا۔ بات سمجھ لیجئے میرے بھائیو! نبوّت بڑا رفیع مقام ہے۔ نبی نبوّت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا، اور نبوّت کے بعد تو یقیناً نہیں کرتا ——— کیوں؟ اس لئے کہ نبوّت اور رسالت، یہ اللہ کا اپنا انتخاب ہے۔ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (الشوریٰ ع۱۲) اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے جس کو چاہے۔

میرے بھائیو! جس کو اللہ تعالیٰ چن لے اس میں اگر گناہِ کبیرہ کا جذبہ موجود ہو، وہ نبوّت سے پہلے بھی گناہ کبیرہ کر سکتا ہو، کرنے والا ہو، تو اس سے اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر اعتراض آتا ہے کہ اللہ نے اس انسان کو اپنا رازدار بنایا، اس پر اپنا الہام نازل کیا جو اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہے۔ اس لئے جمہور علماء اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اعطائے نبوّت سے پہلے بھی گناہِ کبیرہ سے محفوظ ہوتے ہیں اور نبوت کے ملنے کے بعد تو یقیناً محفوظ ہوتے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماءِ تفسیر نے اس پر اقوال نقل کیے اور اجماع نقل فرمایا۔ کہ یوسف علیہ السلام کے جو دس بھائی تھے، حقیقتاً نبوّت سے وہ محروم تھے۔ وہ نبی نہیں تھے، اگر وہ نبی ہوتے تو کیا وہ اپنے بھائی کو کنویں میں ڈالتے؟ جو کچھ انہوں نے کیا وہ کرتے؟

یہاں پر اس کی نشان دہی کی یعقوب علیہ السلام نے کہ حسد کریں گے تیرے ساتھ، اس خواب کی تعبیر کو وہ بھی سمجھ جائیں گے، اتنی گہری تعبیر نہیں ہے۔ اور پھر دلیل بیان فرمائی اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ بے شک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ تو ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتا ہے کہ کسی طرح دل میں کچھ سیاہی پیدا ہو، کسی طرح دل میں کچھ گمراہی پیدا ہو، کسی طرح دل میں کچھ گڑبڑ پیدا ہو تو پھر میں لمبا کر دوں معاملے کو۔

اس طرف یہاں بھی اشارہ کیا کہ شیطان حملہ تو سب پر کرتا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ شیطان کے حملے سے کوئی بندہ خالی نہیں ہوتا۔ لیکن جو اللہ کے نیک بندے ہیں ——— اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ (بنی اسرائیل ع۶۵) فرمایا کہ اے شیطان! جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا غلبہ نہیں چلے گا۔ حملہ کرتا ہے سب پر، لیکن جو اللہ کے بندے ہیں نبیوں کے بغیر بھی، اُن پر تیرا غلبہ نہیں چل سکے گا۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ آپ ایک دفعہ اپنی خانقاہ میں، خلوت گاہ میں، اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے۔ آپ نے دیکھا کہ آپؒ کا حجرۂ مبارک سارے کا سارا نور سے منوّر ہو گیا اور زمین سے لے کر آسمان تک نور ہی نور نظر آنے لگا۔ نور میں سے آواز آئی۔ کہ اے عبدالقادر! بس کر، میں تجھ سے راضی ہو گیا، جو مقام تجھے دینا تھا وہ میں نے دے دیا ——— آپؒ پڑھتے تھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ تھوڑی دیر بعد روشنی چلی گئی پھر وہی اندھیرا چھا گیا۔ پھر آواز آئی کہ اے عبدالقادر! تُو نے اپنے علم کی بدولت مجھ سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ پھر آپؒ پڑھتے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ صبح جب ہوئی تو اپنے خلفاء اور مریدوں کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے پوچھا کہ حضرت! آپ کو کیسے تنبّہ ہوا کہ یہ آپ پر شیطان کا حملہ ہے؟ فرمایا کہ جب میں اللہ کے ذکر میں مصروف تھا تو میرا کمرہ سارا نور سے منوّر ہو گیا اور نور سے یہ آواز آئی کہ اے عبدالقادر! بس کر تجھے وہ مقامِ رفیع مل گیا، تو میں سمجھا کہ یہ شیطان کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ تو حکم دیتے ہیں۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ۝ (الحجر ۹۹) کہ موت تک اپنے رب کی عبادت کو مت چھوڑ۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں یہ اپنے نبی کو فرماتے ہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عام مسلمانوں کو فرماتے ہیں، عام انسانوں کو فرماتے ہیں کسی وقت بھی کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اپنے آپ کو مبرّا نہیں سمجھ سکتا، اور مجھے کیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عبدالقادر تو بس کر۔ معلوم ہوتا ہے یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ شیطان مختلف دھوکوں سے مختلف حیلوں سے انسانوں کے مختلف انواع کو گمراہ کرتا رہتا ہے اس لئے میں نے جب پڑھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ تو وہ جو شیطانی حملہ تھا دُور ہو گیا۔ تو شاگردوں نے عرض کی "حضرت! پھر دوبارہ آپ نے کیوں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا؟" فرمایا کہ یہ دوسرا حملہ کیا اس خبیث نے مجھ پر۔ پہلے حملے میں تو میں بچ گیا، پھر جب یہ آواز دی کہ اے عبدالقادر! تُو اپنے علم کے ساتھ اپنے آپ کو بچا گیا ——— تو میں سمجھا کہ یہ اب مجھے فخر اور غرور میں ڈالنا چاہتا ہے اس لئے پھر میں نے پڑھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ——— اسے کہتے ہیں ولایت ——— آج ہم میں جو یہ چیزیں آ جاتی ہیں کہ بھائی پڑھنے کی ضرورت کیا ہے۔ قرآن ہے نہ حدیث ہے، نہ کسی کی بیعت ہے، نہ ذکر ہے نہ اذکار ہے۔ تو میرے بھائی! پھر آپ ہی سوچ لیجئے ——— اس لئے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی

درس الحدیث

دُعا کی ترغیب اور طریقہ

استاذنا المحترم حضرت مولانا محمد ظہور الحق مدظلہم خطیب جامع مسجد بیتھرانوالی و مدرس حدیث جامعہ مدنیہ نے "مجلس ذکر" کے بعد درج ذیل حدیث پاک پر تقریر فرمائی۔ (مرتب: امداد الحسن سلہٹی)

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَسْجِدَ عِشَاءً فَاِذَا رَجُلٌ یَقْرَءُ وَ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَقُوْلُ ھٰذَا مُرَاءٍ قَالَ بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِیْبٌ، قَالَ وَ اَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُ یَقْرَءُ وَ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَمِعُ لِقِرَائَتِہٖ ثُمَّ جَلَسَ اَبُوْ مُوْسٰی یَدْعُوْ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰہَ بِاِسْمِہِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی وَ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ۔ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُخْبِرُہٗ بِمَا سَمِعْتُ مِنْکَ قَالَ نَعَمْ۔ فَاَخْبَرْتُہٗ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ اَنْتَ الْیَوْمَ لِیْ اَخٌ صِدِّیْقٌ حَدَّثْتَنِیْ بِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد نبویؐ میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ کوئی شخص اللہ کا ذکر بلند آواز سے کر رہا ہے (فرماتے ہیں کہ) میں نے رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ شخص ریاکار تو نہیں؟ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ فرمایا نہیں۔ (ریاکار نہیں) بلکہ مومن ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے——

(حضرت بریدہؓ) کہتے ہیں کہ (غور سے) دیکھا تو وہ ابو موسیٰ اشعریؓ تھے۔ جو بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تلاوت کی بغور سماعت فرماتے رہے۔ (تلاوت ختم کر کے) حضرت ابو موسیٰؓ بیٹھ گئے اور دعا مانگنے لگے۔ فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ کہ اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ یقیناً تو ہی اللہ ہے، کوئی نہیں معبود مگر تو، یکتا ہے، بے نیاز ہے، کسی کا والد نہیں اور کسی کا بیٹا بھی نہیں۔ اور کوئی ہمسر بھی نہیں۔ (دعا کے یہ الفاظ سن کر) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ ابو موسیٰؓ نے اللہ سے اس کے ایسے نام سے دعا کی کہ جب بھی اللہ سے اس نام کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے تو اللہ عطاء کر دیتے ہیں اور جب بھی اس نام سے خدا کو پکارا جاتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں (اور قبول فرما لیتے ہیں) (حضرت بریدہؓ) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے جو کچھ آپؐ سے سنا وہ انہیں (ابو موسیٰؓ کو) بتا دوں۔ فرمایا۔ ہاں بتلا دو۔ پھر میں نے انہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشاد کی خبر دی یعنی انہیں یہ مژدہ سنایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دعا کو سن کر یہ ارشاد فرمایا تھا۔ (حضرت ابو موسیٰؓ نے سن کر) مجھ سے فرمایا کہ آج سے تو میرا سچا بھائی ہے (کیونکہ) تو نے مجھے سرورِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث سنائی (جو میرے متعلق ہے اور اچھائی کی ہے)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی یہ دعا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند فرمایا جن الفاظ پر مشتمل ہے وہ قرآن کریم کی ایک سورۃ، سورۃِ اخلاص کی آیات ہیں جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اس مختصر سی سورت کو تین بار پڑھے گا وہ پورے قرآن کا ثواب پائے گا۔ یہ سورت اللہ کو بہت پسند ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ کسی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی صفات دریافت کیں تو جواب میں یہ سورتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ اس میں حق تعالیٰ کی کئی صفتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ جن میں کچھ صفتیں تو سلبی ہیں اور کچھ ثبوتی۔ ارشاد ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ فرما دیجئے کہ اللہ یکتا ہے۔ اس کا نہ تو ذات میں کوئی شریک ہے نہ ہی صفات میں۔ علماء نے لکھا ہے کہ "واحد" کی بہ نسبت "احد" میں وحدانیت کے معنی زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اس لئے بجائے "اللہ واحد" کے "اللہ احد" فرمایا۔

مخلوقات میں ایک ہونا عیب سمجھا جاتا ہے۔ ہم اس کو قابل رحم سمجھتے ہیں۔ جس کی کوئی اولاد نہ ہو یا ماں باپ نہ ہوں۔ اُسے ہم بہت خوش قسمت سمجھتے ہیں جس کی اولاد کثیر ہو۔ کیونکہ باپ کو اولاد کی اور اولاد کو بیشتر موقعوں پر باپ کی حاجت پڑتی ہے۔ باپ بیٹوں کی اور بیٹے، باپ کی مدد و نصرت کرتے ہیں اس لئے بیٹوں کے لئے باپ کا ہونا اور باپ کے لئے بیٹوں کا ہونا خوش قسمتی خیال کی جاتی ہے۔ مگر حق تعالیٰ کے لئے تعدد اور کثرت عیب اور یکتائیت اور تنہا ہونا صفت ہے۔ وہ چونکہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اس لئے اسے کسی بھی کام میں مدد لینے کے لئے اولاد کی یا کسی امر میں صلاح و مشورہ کے لئے باپ کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ آگے ارشاد ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ

اللہ بے نیاز ہے ، یعنی کسی سے صلاح و مشورہ لینے سے وہ بے نیاز ہے، کھانے پینے سے بے نیاز ہے ــــ سونے اونگھنے سے بے نیاز ہے، غرضکہ اسے کسی طرف کی بھی احتیاج نہیں بلکہ وہ خود قاضی الحاجات اور مختارِ کل ہے ، وہ یکتا ہونے کے باوجود علیٰ کل شیئٍ قدیر اور فعال لما یرید ہے ۔ اس کے بعد فرمایا ۔ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۔ وہ نہ تو باپ ہے اور نہ ہی بیٹا ۔ یہ توالد و تناسل اس کی شان کے منافی ہے ۔ پھر ارشاد ہے ۔ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔ اس کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے ۔

تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰے عنہ نے حق تعالٰے کے مقدس و متبرک نام کے وسیلہ سے دعا مانگی اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام پاک سے دعا مانگنے کی تعریف فرمائی ۔ حق تعالیٰ کے نام میں واقعۃً بڑی برکتیں ہوتی ہیں ۔

اس کا نام لئے بغیر کوئی کام بابرکت نہیں ہو سکتا ۔ اس کا نام لینے سے بڑی لذت حاصل ہوتی ہے ۔ اُسے وہ خوش قسمت محسوس کرتے ہیں جنہیں حق تعالٰے سے محبت و عشق ہے ۔

محبوب کے نام لینے سے کتنی لذت آتی ہے ۔ یہ کسی محب اور عاشق سے دریافت کیجئے ۔ ہر کہ ومہ کو اس کی کیا خبر؟

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

اللہ اللہ مستم از نامِ خدا
می چکد از ہر رگم را وق جدا

یعنی اللہ اللہ میں خداوند پاک کے نام سے اس قدر مست ہو گیا ہوں ۔ کہ میری رگ رگ سے طرح طرح کی مستی ٹپک رہی ہے ۔

ہمیں چاہیئے کہ اس کے دربار میں ہر لحظہ دامنِ دعا پھیلائے رکھیں ــ اُسی کے مقدس نام کے وسیلے سے دعائیں مانگیں ۔ پھر انشاء اللہ ہماری دعائیں بھی ضرور رنگ لائیں گی ۔

حق تعالٰے دعا مانگنے والوں سے بہت خوش ہوتے ہیں اور نہ مانگنے والوں سے ناراض اور خفا ہوتے ہیں ۔ قرآن و حدیث میں جگہ جگہ دعا مانگنے کی ترغیب و طریقہ اور دعا مانگنے والوں کی تعریف مذکور ہے ؎

مانگنے کا حکم بھی فرما دیا
مانگنے کا ڈھنگ بھی بتلا دیا

آخر میں اتنا عرض اور کر دوں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تو مومن اور منیب کہتے ہیں اور ان کی تعریف فرماتے ہیں مگر آج کل کچھ کج فہم اور سرپھرے ان پر طرح طرح کے الزامات عائد کرتے ہیں ۔ ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ خدا انہیں ہدایت دے جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو طعن و تشنیع کا ہدف بناتے ہیں اور ان پر الزامات عائد کرنے میں مزہ محسوس کرتے ہیں ۔

افسوس کہ صحابہ کرامؓ پر بہتان و افتراء باندھنے کے لئے تو ان لوگوں نے بہت سی مستند و غیر مستند کتابوں کا مطالعہ کیا ۔ مگر صحابہؓ کی تعریف و توصیف سے باخبر ہونے کے لئے انہیں مشکوٰۃ شریف کے چند اوراق پڑھنے کی بھی توفیق نہیں ہوئی ۔

بقیہ : درسِ قرآن

تو بنی اسرائیل میں بڑے کافی نبی گذرے ہیں ــ تو یعقوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ اے میرے بچے ! اللہ تعالٰے تجھے نبوّت سے نوازیں گے اور آلِ یعقوب میں بھی اللہ تعالیٰ نبوّت کو جاری رکھیں گے (باقی آئندہ)

بقیہ : مجلسِ ذکر

پورے کے پورے اسلام کو اپناؤ تو مسلمان ہو ۔ آدھا تیتر آدھا بٹیر ۔ آدھا اسلام آدھا غیر اسلام ۔ خَسِرَ الدُّنیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط دو کشتی کا سوار ہمیشہ ڈوبا کرتا ہے ۔ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ۔

دُعا اسی پر ختم کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاکر شاکر بنائیں اور جو لقمہ حلال دیتے ہیں مشتبہ حرام مال کے ساتھ ملا کر کھانے سے بچائیں ۔ اللہ تعالٰے اپنی یاد کے ساتھ زندہ رکھیں ، اٹھائیں تو ایمان کامل کے ساتھ اور اگر ابتلاء اور آزمائش کا وقت آئے تو اللہ تعالٰے ثابت قدمی نصیب فرمائیں ، غازی بن کر رہنے کی توفیق دیں اور شہادت کی موت نصیب فرمائیں ۔ آمین ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ۔

(قسط نمبر ۴)

اسلام کے اقتصادی مسائل

(تحریر: شکور طاہر ایم اے)

(۹) انفرادی ملکیت کا حق

اسلام نے جائیداد بنانے اور اسے قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ انفرادی یا شخصی ملکیت کی بھی اجازت دی ہے۔ لیکن یہ ملکیت فردِ واحد میں مرتکز نہیں رہنے پائی بلکہ مختلف ذرائع سے تقسیم ہوتی رہتی ہے اور دولت کی گردش کا چکر قائم رہتا ہے۔

اسلام نے دولت کی گردش کے سلسلے میں جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ ہے، دولت کی رضاکارانہ تقسیم۔

یعنی ہر انسان اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد اپنی کمائی دوسرے بھائی بندوں کی ضروریات پر خرچ کرے تاکہ سب لوگ شرفِ انسانی کے مطابق زندگی بسر کریں یہ نہیں کہ بعض لوگ تو دولت کے بل بوتے پر دیوتا بن کر رہیں۔ اور دوسرے دولت سے محرومی کی وجہ سے حیوانوں سے بھی بدتر زندگی گذاریں۔

دولت کی رضاکارانہ تقسیم کے سلسلے میں قرآن پاک اور احادیثِ نبویؐ میں بیشمار آیات اور روایات موجود ہیں۔ (البقرۃ ۲۱۹)

ترجمہ۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں، کہہ دیں جو بچے اپنے خرچ سے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم تاکہ تم فکر کرو دنیا و آخرت کی باتوں میں (شیخ الہندؒ)

تشریح۔ لوگوں نے پوچھا تھا کہ مال اللہ کے واسطے کس قدر خرچ کریں۔ حکم ہوا جو اپنے اخراجات کی ضروری سے افزود (زائد) ہو کیونکہ جیسا آخرت کا فکر ضرور ہے دنیا کا فکر بھی ضرور ہے اگر سارا مال اٹھا ڈالو تو اپنی ضروریات کیونکر پوری کرو اور جو حقوق تم پر لازم ہیں ان کو کیونکر ادا کرو۔۔۔ معلوم نہیں کس کس خرابی دینی و دنیوی میں پھنسو۔ یعنی دنیا فانی مگر محل حوائج ہے اور آخرت باقی اور ثواب ہے، اس لیے سوچ سمجھ کر ہر ایک امر میں اس کے مناسب مال خرچ کرنا چاہیئے۔ اور مصلحت دنیا اور آخرت دونوں کو پیش نظر رکھنا مناسب ہے اور احکام کو واضح طور پر بیان فرمانے سے یہی مطلوب ہے کہ تم کو فکر کرنے کا موقعہ ملے۔

(حاشیہ شیخ الہندؒ و شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

(البقرۃ ۲۶۳-۲۶۲-۲۶۱)

ترجمہ:۔ مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں، ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے اور اللہ بے نہایت بخشش کرنے والا ہے سب کچھ جانتا ہے۔

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انہی کے لیے ثواب ان کا اپنے رب کے یہاں اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غمگین ہوں گے

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

تشریح۔ یعنی اللہ کی راہ میں تھوڑے مال کا بھی ثواب بہت ہے۔ جیسا ایک دانہ سے سات سو دانے پیدا ہوں اور اللہ تعالیٰ بڑھائے جس کے واسطے چاہے اور سات سو سے سات ہزار اور اس سے بھی زیادہ کرے اور اللہ بہت بخشش کرنا والا۔ اور ہر ایک خرچ کرنے والے کی نیت اور اس کے خرچ کی مقدار اور مال کی کیفیت کو خوب جانتا ہے یعنی ہر ایک سے اس کے مناسب معاملہ فرماتا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کئے پہ زبان سے احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں طعن سے اور نہ خدمت لینے سے اور نہ تحقیر کرنے سے انہی کے لیے ہے ثواب کامل اور نہ ڈر ہے نہ ان کو ثواب کم ہونے کا اور نہ غمگین ہوں گے ثواب کے نقصان سے۔

(حاشیہ، شیخ الہند و شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اگر کوئی مسلمان کسی برہنہ مسلمان کو لباس پہنائے گا، خدا اسے جنت کی تازگی اور آبداری کا لباس پہنائے گا۔

اگر کوئی مسلمان ایک بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا، خدا اسے جنت کی تازگی اور آبداری کا لباس پہنائے گا۔

اگر کوئی مسلمان ایک بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا، خدا اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔

اگر کوئی مسلمان پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا تو خدا اسے ایسا مشروب پلائے گا جس پر مہر لگی ہوگی۔ (یعنی مشروب جنت)

(ترمذی۔ ابو داؤد)

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

" قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔

آدمی کہے گا یا اللہ میں تیری عیادت کس طرح کرتا تُو تو جہانوں کا پروردگار ہے۔

خدا جواب دے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے بندوں میں سے فلاں اور فلاں بیمار تھے، تو نے ان کی عیادت نہ کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو نے عیادت کی ہوتی تو مجھے بھی بیمار کے پاس پاتا۔

پھر اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے نہ دیا آدمی کہے گا یا اللہ! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا، تُو تو جہانوں کا پروردگار ہے۔

اس پر خدا فرمائے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے بندوں میں فلاں اور فلاں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے انہیں نہ کھلایا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو انہیں کھانا کھلا دیتا تو مجھے بھی ان کے پاس پاتا۔

پھر اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے نہ پلایا۔

آدمی کہے گا یا اللہ! میں تجھے پانی کیسے پلاتا تُو تو جہانوں کا پروردگار ہے خدا جواب دے گا میرے فلاں فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا مگر تُو نے انہیں پانی نہ پلایا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو کسی کو پانی پلاتا تو مجھے بھی اس کے پاس پاتا۔" مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے مروی ہے کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شخص صاحب ایمان نہیں کہلا سکتا جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں ہمسایہ بھوکا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" اے ابن آدم! تیرے لیے ضرورت سے زیادہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہتر ہے اور اسے روک کر رکھنا بڑے نتائج کا حامل ہے۔ (مسلم۔ ترمذی)

اسلام نے جہاں دولت کی رضاکارانہ تقسیم کی ترغیب دی ہے وہاں یہ بھی کہا ہے کہ دولت کی یہ تقسیم کسی پر احسان نہیں بلکہ اپنا دامن بچانے، اپنی عاقبت سنوارنے اور اپنا فرض ادا کرنے کے لیے ہے۔

(البقرہ - ۲۶۵ - ۲۶۴)

ترجمہ:- اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ رکھ کر اور ایذا دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی ہے کچھ مٹی پھر برسا اس پر زور کا مینہ تو کر چھوڑا اس کو بالکل صاف۔ کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں دکھاتا سیدھی راہ کافروں کو۔

اور مثال ان کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشی حاصل کرنے کو اور اپنے دلوں کو ثابت کر کر ایسی ہے جیسے ایک باغ ہے بلند زمین پر اس پر پڑا زور کا مینہ تو لایا وہ باغ اپنا پھل دو چند اور اگر نہ پڑا اس پر مینہ تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

تشریح:- یعنی صدقہ دے کر محتاج کو ستانے اور اس پر احسان رکھنے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے ۔۔ یا اوروں کو دکھا کر اس لیے صدقہ دیتا ہے کہ لوگ سخی جانیں اس طرح کی بھی خیرات کا ثواب کچھ نہیں ہوتا باقی یہ فرمانا کہ وہ یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ ابطال صدقہ کے لیے قید و شرط نہیں ہے کیونکہ صدقہ تو صرف ریا سے ہی باطل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ خرچ کرنے والا مومن ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس قید کو صرف اس نفع کی غرض سے بڑھایا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ریاکاری مومن کی شان سے بعید ہے بلکہ یہ امر منافقین کے مناسب حال ہے۔ اوپر مثال فرمائی تھی خیرات کی کہ ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا اور اس سے سات سو دانے پیدا ہو گئے۔ اب فرماتے ہیں کہ نیت شرط ہے اگر کسی نے ریا اور دکھاوے کی نیت سے صدقہ کیا تو اس کی مثال ایسی سمجھو کہ کسی نے دانہ بویا ایسے پتھر پر کہ جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آئی تھی، جب مینہ برسا تو بالکل صاف رہ گیا۔ اب اس پر دانہ کیا اُگے گا۔ ایسے ہی صدقات میں ریاکاروں کو کیا ثواب ملے گا۔ زور کے مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور پھوار سے مراد تھوڑا مال خرچ کرنا اور دلوں کو ثابت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ثابت کریں دلوں کو ثواب پانے میں یعنی ان کو یقین ہے کہ خیرات کا ثواب ضرور ملے گا سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ کرنے میں بہت ثواب ملے گا اور تھوڑی خیرات میں بھی فائدہ ہوگا جیسے خالص زمین پر باغ ہے تو جتنا مینہ برسے گا اتنا ہی باغ کو فائدہ پہنچے گا۔ اور نیت درست نہیں تو جس قدر زیادہ خرچ کرے اتنا ہی مال ضائع ہوگا اور نقصان پہنچے گا کیونکہ زیادہ مال دینے میں ریا اور دکھاوا بھی زیادہ ہوگا، جیسا پتھر پر دانہ اُگے گا تو جتنا زور کا مینہ برسے گا اتنا ہی ضرر زیادہ ہوگا۔

(حاشیہ - شیخ الہندؒ و شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

دولت کی رضاکارانہ تقسیم کے متعلق یہ حکم ہے کہ یہ بامر مجبوری نہیں بلکہ دلی رغبت اور شوق سے ہونی چاہیئے اپنے مستحق بھائیوں کو بھی وہی چیزیں دینی چاہئیں جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا جو اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

قرآن حکیم کی آیات بھی اسی چیز پر دلالت کرتی ہیں۔ البقرہ - ۲۶۷ - ۲۶۸

ترجمہ:- اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے زمین سے اور قصد نہ کرو گندی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو۔ حالانکہ تم اس کو کبھی نہ لوگے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا۔

شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو تنگ دستی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے تم کو اپنی بخشش اور فضل کا اور اللہ بہت گنجائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

تشریح:- عنداللہ صدقہ کے مقبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمائی کا ہو، حرام کا مال اور شبہ کا مال نہ ہو اور اچھی سے اچھی چیز اللہ کی راہ میں دے۔ بری چیز اللہ کی راہ میں نہ لگائے کہ اگر کوئی ایسی ویسی چیز دے تو جی نہ چاہے لینے کو مگر شرما شرمائی ۔۔ پر خوشی سے ہرگز نہ لے اور جان لو کہ اللہ بے پروا ہے تمہارا محتاج نہیں۔ اور خوبیوں والا ہے اگر بہتر سے بہتر چیزوں کے شوق اور محبت سے دے تو پسند فرماتا ہے۔

جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کروں گا تو مفلس رہ جاؤں گا اور حق تعالیٰ کی تاکید سن کر بھی ہمت ہو اور دل چاہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے اور وعدہ الٰہی سے اعتراض کر کے وعدہ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتماد ہو تو اس کو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے یہ نہ کہے کہ "شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی، حکم کرنا تو درکنار رہا" اور اگر یہ خیال آوے کہ صدقہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے اور مال میں بھی ترقی اور برکت ہوگی تو جان لیوے کہ یہ مضمون اللہ کی طرف سے آیا ہے اور خدا کا شکر کرے۔ اور اللہ کے خزانہ میں کمی نہیں، سب کے ظاہر و باطن، نیت عمل کو خوب جانتا ہے

(حاشیہ: شیخ الہندؒ و شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

"باقی آئندہ"

بقیہ : مراسلات

ہے کہ بعض علمار کرام اپنی تمام طاقت باہمی اختلافات اور ایک دوسرے پر بے بنیاد الزامات عائد کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ علمار کرام کا یہ باہمی اختلاف مسلمانوں کی ترقی میں رکاوٹ اور قوم و ملت کی تباہی و بربادی کا سبب بن جائے۔ میری درخواست ہے کہ اس وقت اپنے فروعی اور باہمی اختلافات نظر انداز کر کے متفقہ طور پر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر دشمنانِ اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔

(علاءُ الدین احمد قریشی صدر انجمن اصلاح معاشرہ لیاقت آباد (کراچی ۱۹)

درس قرآن وحدیث کی پانچویں سالانہ تقریب

انشاء اللہ ۲۶ راکتوبر بروز اتوار صبح ۹ بجے بنگلہ ۱۵ جامن روڈ نزد تھانہ واہ کینٹ میں قاضی زاہد الحسینی صاحب درس قرآن و حدیث کی پانچویں سالانہ تقریب منعقد ہوگی جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ اور خلیفۂ مجاز حضرت لاہوریؒ جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہٗ ساہیوال سے تشریف لا رہے ہیں۔

(المعلن محمد عثمان غنی منتظم درس $\frac{19E}{1..}$ واہ کینٹ)

ضروری اعلان

بعض احباب اپنے جلسوں کی صدارت یا سرپرستی کے لئے اعلانات میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کا نام لکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مدظلہٗ کو ان جلسوں کی خبر تک نہیں ہوتی لہٰذا احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت مدظلہٗ کا جو پروگرام خدام الدین میں حاجی بشیر احمد کے نام سے شائع ہو۔ اسی پروگرام میں حضرت مدظلہٗ شریک ہوسکیں گے۔

نور محمد انور

خدام الدین میں جلسوں کے اشتہارات کی شرائط

ہفت روزہ خدام الدین کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام مدارس عربیہ کے جلسوں کے اشتہارات (جن میں صرف مدارس کے نام اور جلسوں یا تبلیغی اجتماعات کی تاریخوں کا اندراج ہو) کی اشاعت کے لئے پانچ روپے فی اشاعت بطور اخراجاتِ طباعت وکتابت وغیرہ۔ اور اس سے زائد جگہ کے لئے صرف مدارس اسلامیہ کے اشتہارات کے لئے پانچ روپے فی انچ سنگل کالم (نصف حصہ نرخ) وصول کئے جائیں گے۔ (انتظامیہ ادارہ خدام الدین)

پاکستان کے چند معاشی اور اخلاقی مسائل

میاں محمد عمر صاحب لائلپور کے مضمون "پاکستان کے چند معاشی اور اخلاقی مسائل" کی دوسری قسط آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

اپیلیں

● مدرسہ عربیہ قاسم العلوم (رجسٹرڈ) ساروکی ضلع گوجرانوالہ بیادگار قطب زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری زیر سرپرستی حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور۔ یہ مدرسہ ایک ایسے علاقہ میں کام کر رہا ہے۔ جہاں کے بیشتر لوگ شرک و بدعت میں مبتلا ہیں بستی کے لوگ مدرسہ سے کوئی تعاون نہیں کرتے۔ مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ مدرسہ ہذا کی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں خط و کتابت حافظ محمد شفیع جالندھری ناظم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم رجسٹرڈ ساروکی ضلع گوجرانوالہ سے کریں۔ (نوٹ) دو مدرسین و بیرونی طلباء کا اضافہ ہو گیا ہے اخراجات مزید بڑھ گئے ہیں۔ مدرسہ میں مسجد کی بنیاد بھی رکھ دی گئی ہے۔ پچاس ہزار کا تخمینہ ہے۔ مسجد کی امداد کے لئے جو احباب امداد کرنا چاہیں وضاحت سے لکھ دیں تاکہ اس رقم کو صرف مسجد کی تعمیر پر ہی خرچ کیا جائے۔

● مدرسہ عربیہ مرکزی تجوید القرآن توغی روڈ کوئٹہ ایک مرکزی ممتاز دینی درسگاہ ہے جو عرصہ سات سال سے نمایاں دینی صفات اور قرآنی تعلیمات کا ایک مخصوص سلسلہ شاندار پیمانہ پر سرانجام دے رہا ہے۔ اس علاقہ میں اشاعت قرآن پاک شعبہ حفظ و تجوید و قراءت سبعہ عشرہ مع درس نظامی کی ترویج مدرسہ ہذا ہی کی خصوصیت ہے۔ چالیس مدارس قرآنیہ مدرسہ ہذا کے ساتھ ملحق ہیں۔ اور اسی مدرسہ کی کمیٹی کی زیرنگرانی دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جن میں سے اکثر مدارس کے نصف اخراجات مدرسہ ہذا ہی برداشت کر رہا ہے۔ اس وقت مدرسہ ہذا میں دو سو پچاس طلباء مختلف شعبوں میں بلا معاوضہ تعلیم پا رہے ہیں اور ایک سو طلباء مدرسہ کے دارالاقامہ میں مستقلاً مقیم ہیں جن کے قیام، طعام، پوشاک، علاج معالجہ اور دیگر تمام ضروریات زندگی کی مدرسہ ہی کفالت کر رہا ہے۔ مدرسہ ہذا کے سالانہ اخراجات تقریباً پینتالیس ہزار روپے کے لگ بھگ ہیں۔ تمام اخراجات اہل خیر حضرات کے تعاون اور چندہ سے پورے کئے جا رہے ہیں۔

یہ مدرسہ میری سرپرستی و زیرنگرانی کام کر رہا ہے اور تمام داخلی خارجی امور نصاب تعلیم و نظم و نسق میرے مشورے سے بنائے گئے ہیں۔ مدرسہ کی کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہیں:۔

قاری غلام نبی صاحب مہتمم، حاجی محمد یوسف صاحب صدر
سید عبد المجید صاحب ناظم، ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب خزانچی

مدرسہ کو مالی امداد دیتے وقت انہی حضرات کی طرف رجوع کیا جائے اور باقی امور میں بھی انہی کے ساتھ مشورہ کیا جائے۔ میں آپ کی خدمت میں پرزور اپیل کرتا ہوں کہ مدرسہ ہذا آپ کے صدقات خیرات، عطیات، زکوٰۃ، چرم ہائے قربانی، صدقۃ الفطر وغیرہ کا اولین مستحق مصرف ہے۔ مدرسہ ہذا کو مالی امداد دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ (محمد عبد اللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

ایڈیٹر خدام الدین کیلئے دعائے صحت

ہفت روزہ خدام الدین کے مدیر اعلیٰ مجاہد الحسینی بخار اور نزلہ کھانسی کے باعث بیمار ہیں۔ اور اسی حالت میں ادارتی فرائض انجام دے رہے ہیں ان کی صحت کاملہ کے لئے تمام احباب خصوصیت کے ساتھ دعا کریں اللہ تعالیٰ شفاءِ کاملہ عطا فرمائے۔ (ناظم دفتر)

جلسے

● مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد نور چنیوٹ موم کا بارھواں سالانہ جلسہ ۲۱، ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز منگل بدھ ہو رہا ہے جس میں مولانا مفتی بشیر احمد پسروری مولانا عبد العزیز ساہیوال مولانا محمد ضیاء القاسمی لائلپور، مولانا امداد الحسن شکرگڑھ، مولانا محمد یحییٰ ناروال مولانا محمد علی اکبر سیالکوٹ نعت خواں حافظ محمد شریف منچن آباد تشریف لا رہے ہیں۔ (حافظ عبد الرحمن مہتمم)

● دار العلوم المدنیہ چنیوٹ کا سالانہ جلسہ ۳۱ر اکتوبر و یکم نومبر ۶۹ء بروز جمعہ ہفتہ جامع مسجد اندروالی میں منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ مولانا محمد علی جالندھری مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، مولانا دوست محمد قریشی مولانا عبد العزیز ساہیوال اور دیگر علماء کرام و شعراء حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ (ناظم دار العلوم المدنیہ)

● مدرسہ عربیہ قاسمیہ رحمان پورہ لاہور کا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۰، ۲۱ر اکتوبر بروز سوموار، منگل منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا قاضی مظہر حسین چکوال، پروفیسر علامہ خالد محمود، مولانا جمیل احمد میواتی شرکت فرما رہے ہیں۔ (مہتمم مدرسہ) (۴۹۶۶)

بچوں کا صفحہ

ہمارا قرآن

محمد خان (جھنگ صدر)

عزیز بچو! ہم سب مسلمان ہیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں۔ ہمارے آقاؐ خدا کے سب پیغمبروں سے افضل ہیں۔ ان کو جو کتاب ملی وہ سب کتابوں سے افضل اور اکمل ہے۔ اس کا نام قرآن ہے اس میں ہمارے لئے ہر قسم کی ہدایات اور احکام موجود ہیں۔ ہمارے آقا کے میٹھے بول اور پیارے عمل اس کی شرح ہیں۔

بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں تشریف لائے سب سے پہلے پیغمبر ہمارے ابّا آدم علیہ السلام اور سب سے آخری پیغمبر ہمارے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے قرآن پاک میں سب پیغمبروں کے نام اور حالات تو نہیں ملتے صرف ۲۵ جلیل القدر پیغمبروں کا ذکرِ خیر آتا ہے۔ ہم سب پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں ان پر بھی جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور ان پر بھی جن کا ذکر نہیں آیا۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے بعض پیغمبروں کو کتابیں بھی دیں حضرت موسےٰ علیہ السلام کو تورات ملی یہ عبرانی زبان میں تھی۔ اب اصل کتاب نہیں ملتی البتہ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے موجود ہیں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور، نامی کتاب ملی اس کا نسخہ بھی ناپید ہے۔ صرف تراجم ملتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل نامی کتاب دی گئی۔ اس کا بھی اصلی نسخہ محفوظ نہیں رہ سکا۔ ہمارے آقاؐ پر قرآن نازل ہوا اور خود اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا۔

ہمارا قرآن عربی زبان میں ہے۔ جو ام الالسنۃ یعنی زبانوں کی ماں کہلاتی ہے۔ یہ آہستہ آہستہ تئیس سال کے عرصہ میں اترا۔ کہتے ہیں کہ باقی آسمانی کتابیں یعنی تورات، انجیل وغیرہ ایک دم نازل ہوئی تھی۔ قرآن میں ۳۰ پارے، ۱۱۴ سورتیں اور ۶۶۶۶ آیتیں ہیں اس کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں اور کچھ حصہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا یہ وہ بے نظیر کتاب ہے کہ دنیا اس کا جواب پیدا کرنے سے عاجز ہے۔

کہتے ہیں کہ عرب کا ایک مشہور شاعر جو غیر مسلم تھا شہر کے شور وشر سے بچنے کے لئے پہاڑ کے ایک غار میں مستقل طور پر رہنے لگا۔ اس کے بہت سے شاگرد تھے جو اپنا کلام اصلاح کی غرض سے اس غار کے اندر ڈال آتے اور دوسرے روز وقتِ مقررہ پر غار کے باہر سے اٹھا لاتے۔ ایک روز ایک شاگرد نے قرآن پاک کی اس سورت کو اپنا کلام ظاہر کرکے اس کا چوتھا مصرع بنانے کی درخواست کی۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

دوسرے روز جب وہ اپنا پرچہ واپس لایا تو اس میں چوتھے مصرعے کی جگہ یہ درج تھا "مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ" یعنی یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔

جس طرح ہمارا خدا ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اسی طرح ہمارا قرآن بھی لفظی اور معنوی ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔ یہ زبان اور بیان کے لحاظ سے یکتا ہے۔ یہ علم و عرفان کا سرچشمہ ہے اس میں وہ انمول جواہر اور موتی ہیں جو دنیا میں ڈھونڈے نہیں ملتے۔ لیکن یہ جواہر صرف وہی شخص پا سکتا ہے جو قرآن پاک کی زبان اور اس کے مطالب پر غور و فکر کرے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص عربی زبان نہ جانتا ہو وہ قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا قرآن کی زبان و بیان سے لطف اندوز ہونے کے لئے عربی زبان کا جاننا بہت ضروری ہے۔

ہمارے قرآن میں صرف عبادات یعنی نماز، روزہ، حج وغیرہ اور عقائد یعنی توحید و رسالت وغیرہ ہی کا ذکر نہیں۔ بلکہ اس میں معاملات، اخلاق اور معاشرے کے بارے میں بھی ٹھوس اور واضح ہدایات ہیں یہ کتاب زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک کامل رہبر کی حیثیت رکھتی ہے یہ اللہ تعالےٰ کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق بھی بیان کرتی ہے اور پھر دونوں قسم کے حقوق کی ادئیگی پر یکساں زور دیتی ہے اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو یہ دنیا ہی بہشت بن جائے۔

اللہ تعالےٰ نے صرف قرآن پڑھنے کا ہی حکم نہیں دیا بلکہ اس پر عمل کرنے اور اس کی تعلیمات کو اپنانے پر بھی زور دیا ہے۔ ہمارے آقاؐ نے اس پر پورا عمل کرکے دکھایا۔ پھر آپؐ کے خلفائے راشدین نے بھی اسی کو مشعلِ راہ بنایا۔ آج بھی یہ کتاب اسی طرح قابلِ عمل ہے جس طرح اسلام کے دورِ اوّل میں تھی۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم قرآن کو پڑھیں سمجھیں اور اس پر عمل کریں کیونکہ دنیا اور آخرت کی کامیابی اسی میں ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے